مدینۃ المسیح

تحفہ شہزادہ ویلز۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مکمل فرما کر آج (۲۱ جنوری) صبح کی نماز کے بعد احباب قادیان کو مسجد مبارک میں اپنی زبان مبارک سے سُنایا۔ جو دس بجکر اڑتالیس منٹ تک پڑھا جاتا رہا۔ اس رسالہ میں حضور نے نہایت وضاحت اور جامعیت کے ساتھ نہایت فصیح و دلکش الفاظ میں حق تبلیغ ادا فرمایا ہے۔ امید ہے۔ کہ یہ تحفہ شہزادہ ویلز ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام عیسائی دنیا کے لئے ایک بہا اور نادر تحفہ ہوگا۔ جب رسالہ پڑھا جا چکا۔ تو حضور نے حاضرین سمیت اس رسالہ کے بابرکت ہونے کے لئے دیر تک دُعا فرمائی ۔

نیا سال اور ہمارا کام

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی
مگر ایں پنج روز دریابی (سعدی)

حضرت حکیم الامت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر گویا ہمارے ہی حسب حال فرمایا تھا۔ قریباً پچاس سال کا زمانہ سلسلہ احمدیہ کے قیام پر گذر چکا۔ اس مدت دراز میں جو کام ہم نے کیا۔ وہ ظاہر ہے۔ اسکو ہم بھی جانتے اور ہمارے دشمن بھی مانتے ہیں۔ لیکن کیا ہم اطمینان کے ساتھ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو کام ہمارے در پیش تھا۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نئی زمین اور نیا آسمان قائم فرمایا تھا۔ وہ ہم نے پورا کر دیا۔ اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ قادیان اور قادیان کے نبی کا شہرہ پنجاب کے ایک گوشہ سے نکلکر خدا کے وعدے کے مطابق اقطاع عالم کے کونے کونے تک پہنچ چکا ہے۔ اور دنیا کے ہر سلسلہ میں احمد نبی اللہ کے ماننے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا کام ختم ہو چکا اور جس قدر لوگوں نے احمد نبی اللہ کو ماننا تھا۔ وہ مان چکے۔ ان کے سوا۔ .. ماننے والے لوگ اور کوئی باقی نہیں۔ اور ہم پر فرض نہیں۔ کہ ان تک اپنا پیغام پہنچائیں اور انکو دعوت حق دیں۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جس طرح نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اسی طرح نبی کو ماننے والی امت دعوت کے لئے روحانی طور پر باپ یا برادر بزرگ کی حیثیت میں ہوتی ہے۔ ایمان اور اسلام کی حیثیت لباس کی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ

لباس التقویٰ ذالک خیر۔ اس لئے آپ لوگوں کو جو وجہ نبی زمان کو ماننے میں سابق ہونے کے خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے کہ دنیا کو روحانی طور پر جو گویا اب تک ننگی ہے۔ لباس تقویٰ پہنائیں اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے۔ کہ دنیا بہت زیادہ اور ہمارے سامان بہت تھوڑے ہیں۔ اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں یہی کہا جائیگا۔ کہ کوئی باپ خواہ اس کے وسائل آمدنی کتنے ہی کم کیوں نہ ہوں اپنے بچوں کو گھر سے دھکے دیکر نکال نہیں دیا کرتا۔ کہ وہ ان کے لئے لباس مہیا نہیں کر سکتا۔ یا انکو خوراک نہیں دے سکتا۔ ایسی ماں کے قلب کی حالت کو دیکھو جس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ مگر اس کی آمدنی بہت تھوڑی۔ نہایت ہی تھوڑی ہو۔ لیکن آپ بلاوجہ فکر ملاحظہ کرینگے۔ کہ ماں اپنے بچوں کو اقل قلیل چیز میں سے حصہ رسدی حصہ دیگی۔ یہ نہیں ہو گا کہ ایک کو سیر کرے یا خود سیر ہو جائے۔ اور باقیوں کو بھوکا بلکتا چھوڑ دے۔

اس لئے اے برادران کرام! آپ کو احمدیت و اسلام کو پھیلانے کے لئے بڑا کام کرنا ہے۔ مگر ابھی بہت ہی اہم کام باقی ہے۔ جو آپ کے ذمہ ہے۔ آپ نے جب نبی اللہ احمد یا اس کے خلفاء میں سے کسی خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ تو کہدیا تھا کہ آقا ہم آپ کے پیچھے ہیں۔ اور آپ کے اشاروں پر حرکت کرینگے۔ ہم نثار کر دینگے۔ ہر ایک وہ چیز جو ہمیں محبوب ہو گی۔ اسوقت اس غرض کے لئے جس وقت جس غرض کے لئے آپ کا اشارہ یا ۔ ۔ نثار ہو گا۔ . . . . . .

اب خود دیکھ لیجئے۔ کہ خدا کے پیارے احمد کا محبوب یوسف یعنی دین اسلام ابھی تک حالت غربت میں ہے آپ اپنے وعدوں اور عہود کو یاد کیجئے۔ گذشتہ سستیوں کو ترک کیجئے۔ اور اپنے بلند اور شاندار مطمح نظر کو اوجھل نہ ہونے دیجئے۔ دنیا آپ کی طرف دیکھ رہی ہے۔ حیرت کی بات ہو گی۔ اگر آپ ادھر سے غافل ہو جائیں۔ مرنے کا مقام ہو گا۔ اگر ہم ادھر دست امداد نہ بڑھائیں۔ خدا کے حضور جواب دہی ہو گی۔ کہ عہد کے باوجود

جب ایفاء عہد کا وقت آیا۔ تو ہم نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا۔ اگر یہی ہمارا حال رہا۔ اور یہی ہماری رفتار تو یہ منازل ہم کس طرح طے کرینگے۔ اور شاہد مقصود سے کب ہم کنار ہونگے۔ اگر ہمارے قدم اسی سستی سے منازل کی طرف بڑھینگے۔ تو یہ پچاس سال جو ہمارے سفر پر گذر چکے ہیں۔ ایسے کئی پچاس ہی نہیں۔ بلکہ پچاس کے سال بھی اسی طرح خاموشی سے گذر جائینگے۔ اور منزل ہم سے اتنی ہی دور ہو گی۔ مثنیٰ اسوقت ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ اسوقت ہم خدا اور خدا کے رسول کے حضور میں کیا جواب دینگے۔

میں نے کہا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی گوشہ نہیں۔ جہاں آپ کی آواز نہ پہنچی ہو۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ کہ آواز اس طرح کی ہے۔ جیسے بہت دور سے آنے والی مدھم آواز۔ جس کے معنے اور مطلب کوئی صحیح اور تندرست کانوں والے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ مشرق خالی ہے اور مغرب ویران۔ شمال سنسان ہے تو جنوب بالکل خاموش۔ دنیا کا ہر ایک قصبہ ہر ایک گاؤں تو بڑی بات ہے۔ آپ جب غور کرینگے۔ تو بڑے بڑے شہر بلکہ شاید کئی ملک بھی نکل آئیں۔ کہ وہاں کے اصل باشندوں میں سے کوئی ایک بھی احمدی مسلمان نہ ہو۔ اسلئے آپ اپنے قدموں کو بڑھائیے۔ رفتار میں تیزی پیدا کیجئے مال کی ضرورت ہے۔ قربانیاں کیجئے۔ اور ہمارے لئے خدا کے دین کی اشاعت کے مقابلہ میں مال جان۔ عزت اور آبرو کوئی بھی عزیز نہیں ہونی چاہیئے

جب ہم اس عزم و ارادہ سے دین کی خدمت کے لئے بڑھینگے۔ تو ہم بفضل ایزد متعال یقین رکھتے ہیں کہ کامیاب ہوں گے۔ کسی مخالف کی کوئی مخالفانہ سعی ہمارے لئے سنگ راہ نہیں ہو گی۔ اور دشمنوں کا کوئی منصوبہ ہمیں خوف زدہ نہیں کریگا۔ خدا کے مسیح نے جیسا کہ فرمایا۔ کہ پُرخار وادیئے درپیش ہیں ہمیں ان سے ہمیں اسطرح گذرنا چاہیئے۔ جس طرح فرش گل پر کوئی گذرتا ہو۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ دنیا میں جاریخ کے نعرے سے تہلکہ مچا دیں۔ اور سوتوں کو جگا کر پیغام حق ہر ایک بستی میں پہنچا دیں۔ کیونکہ خدا کا نبی تمیں سال کی

قبل آپ کو مخاطب کر کے فرما چکا ہے

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

رحیم بخش ناظر تالیف و اشاعت

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح
مسماۃ نیاز بیگم بنت عبدالرحیم صاحب احمدی ساکن خورم گوجر تحصیل راولپنڈی کا نکاح ۳ر جنوری کو ملک احمد حسین صاحب ولد ملک غلام حسین صاحب ساکن قادیان سے مہر مبلغ سات سو روپیہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھا۔ - ناظر امور عامہ قادیان۔

ولادت
خاکسار کے ہاں ۱۵ر جنوری ۱۹۲۱ء کے شام کو فرزند پیدا ہوا ہے۔ عبدالرحیم۔ محرر تعلیم و تربیت قادیان

۲۸ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو بھائی رحیم بخش کے ہاں لڑکا متولد ہوا۔ اور خورشید احمد نام رکھا گیا۔ احباب مولود کے خادم دین ہونے کے لئے دعا فرما دیں۔ اور ایک روپیہ کا نوٹ ارسال ہے۔ یہ غریب فنڈ میں دیدیں۔ (پہنچ گیا۔ مینجر الفضل) - رحمت اللہ رحیم بخش احمدیاں موگا۔

درخواست دعا
میرا بڑا لڑکا سید ظہور احمد شاہ ایک ماہ سے بخار میں مبتلا ہے احباب اس کی صحت کے لئے توجہ سے دعا فرما دیں۔ سید غلام حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کیٹل فارم حصار + خاکسار کے والد ماجد عرصہ دو ماہ سے سخت بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ خاکسار محمد رفیق حسن خان احمدی شاہجہانپوری از قلعہ فیروزپور + محمد امین خان صاحب افغان جو ایک دور کے ملک کے ارادہ سے دشوار گذار سفر میں ہیں ان کے لئے تمام احمدی احباب دعا فرما دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

خاکسار نے ماہ فروری میں ورنیکولر مڈل کا امتحان دینا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ خاکسار عطاء اللہ احمدی کاتب کمرشل پرنٹنگ پریس سرگودہ + عاجز نے امسال ایک امتحان دینا ہے۔ عاجز کی کامیابی کیلئے دعا فرما دیں۔ نور الدین احمدی کنگی میں امسال مڈل ٹریننگ کا امتحان دونگا دعا کی درخواست ہے۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۔ ۲۳ر جنوری ۱۹۲۲ء

ٹریکٹ اتمام الحجۃ نمبر ۲ کا جواب
اور
مولوی محمد علی صاحب سے خشیۃ اللہ کی درخواست

(جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری)

(نمبر ۱)

مولوی محمد علی صاحب نے اتمام الحجۃ نام ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس کا دوسرا نمبر ۱۶ر دسمبر کو شائع ہوا ہے یہ ٹریکٹ مجھے ایام جلسہ میں ۲۸ر دسمبر کو ایک دوست نے اس غرض کے لئے دیا کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ سو انکی خواہش کے مطابق اس کا جواب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ؛۔

مقصد ٹریکٹ

ان کے اس ٹریکٹ کا مقصد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو نعوذ باللہ ان کے اپنے منہ کے اقرار سے غالی ثابت کرنا ہے۔ جیسا کہ خود مولوی صاحب نے صفحہ ۳ کی مندرجہ ذیل عبارت میں اسے واضح کر دیا ہے ؛۔

"صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی ایک تحریر ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۸ نمبر ۸ میں شائع ہوئی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ وہ یعنی میاں محمود احمد وہ نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جو مخالفین کرتے تھے۔ اگر وہ وہی نبوت آپکی طرف منسوب کریں تو وہ بے شک غالی کہلا سکتے ہیں۔ اسلئے اب یہ بحث نہایت مختصر ہو جاتی ہے۔ اور فیصلہ طلب بات صرف اتنی رہ جاتی ہے۔ کہ آیا میاں صاحب وہی نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں یا نہیں۔ جو علماء مکفرین نے ۱۸۹۱ء میں منسوب کر کے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اگر کرتے ہیں۔ تو وہ اپنے مُنہ کے اقرار سے غالی ہیں"

اس مقصد و مُدعا کو بیان کرنے کے بعد جناب مولوی صاحب نے فتویٰ کفر میں سے ایک مخالف کی بعض عبارتیں نقل کر کے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ مخالفین بھی اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے یہی سمجھتے تھے۔ کہ حضور لفظ محدثیت کا استعمال کرتے ہیں اور تعریف اسکی وہ کرتے ہیں۔ جو در حقیقت نبوت کی ہے اور اسی بناء پر انہوں نے حضور پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور حضور نے اس سے صرف انکار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ایسے لوگوں کی نسبت کہا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کے قول میں سچائی کی کوئی چاشنی نہیں۔ اور میاں صاحب بھی آج یہی کہتے ہیں اسلئے میاں صاحب کو اپنے اقرار کی رُو سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی طرف وہی نبوت منسوب کر کے جو آپ کے مکفرین دشمن منسوب کرتے تھے۔ غلو کا ارتکاب کیا ہے ؛۔

مولوی صاحب کے دعوی اور دلائل کے مختلف حصے

پیشتر اس کے کہ میں اس نتیجہ کے صحیح یا غلط ہونے پر بحث کروں بحث کو پیچیدگی سے بچانے کے لئے مولوی صاحب کے دعوے اور دلائل کو چند حصوں میں تقسیم کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ جواب کے سمجھنے میں آسانی رہے۔ مولوی صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نعوذ باللہ اپنے مُنہ کے اقرار سے غالی ثابت ہوتے ہیں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے جو دلیل مولوی صاحب نے دی ہے۔ اس کے چار حصے کئے ہیں۔ جو حسب ترتیب مندرجہ ذیل ہیں ؛۔

(۱) میاں صاحب کہتے ہیں۔ کہ اگر میں وہی نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جو مکفرین کرتے تھے تو میں غالی ہوں۔

(۲) مکفرین حضرت صاحب کی طرف نبوت تشریعی مستقلہ منسوب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ میاں صاحب کی طرح نبوت غیر مستقلہ ہی منسوب کرتے تھے۔ اس لئے میاں صاحب غالی ثابت ہو گئے ؛۔

(۳) مکفرین کہا کرتے تھے کہ یہ شخص (حضرت مسیح موعودؑ) لفظ محدث بولتا ہے۔ مگر اس کی تعریف وہ کرتا ہے۔ جو نبی کی ہوتی ہے۔ میاں صاحب بھی آج یہی کہتے ہیں۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ میاں صاحب مکفرین کے ہم نوا ہو کر غلو کا ارتکاب کر رہے ہیں ؛

(۴) جب کبھی مکفرین نے کہا کہ یہ شخص لفظ محدث کا بولکر تعریف نبوت کی کرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود نے فوراً اس کی تردید کی۔ اور کہا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ افترا سے کام لیتے ہیں۔ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ لیکن میاں صاحب آج باوجود حضرت صاحب کے انکار کے اس تعریف کو نبوت کی تعریف قرار دے جاتے ہیں۔ اس کا باعث سوائے غلو کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

پہلا حصہ ہی اصل ہے

مولوی صاحب کے ٹریکٹ کا خلاصہ سمجھا دینے کے بعد یہ ظاہر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ ان چار مذکورہ بالا حصوں میں سے حصہ اول ہی اصل ہے۔ باقی تینوں اس کی فرع ہیں۔ کیونکہ ان تینوں اُمور پر بحث کرنے کی ضرورت تو صرف اسلئے پیش آئی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح بقول مولوی محمد علی صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر میں وہی نبوت حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جو مکفرین کرتے تھے۔ تب میں غالی ہوں۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کو یہ دکھانا پڑا۔ کہ دشمن اس قسم کی نبوت حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ فلاں تشریح کو وہ تشریح نبوت قرار دیتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود اس سے منکر تھے اگر حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ قول نہ ہوتا۔ تو اس بحث کے چھیڑنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی ؛

خلاصہ یہ کہ اس بحث کا سارا دار و مدار حضرت خلیفۃ المسیح کے قول پر ہے۔ اس لئے وہی اصل ہے۔ اس امر کے واضح کر دینے کے بعد میں جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ میں جواب شروع کروں۔ ناظرین کرام کو اس بات سے آگاہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس ٹریکٹ میں بھی حسب دستور سابق حوالوں کے پیش کرنے میں خشیۃ اللہ کو بالائے طاق رکھدیا ہے بعض جگہ تو صریح تحریف سے کام لیا ہے۔ اور بعض جگہ مطالب کو بالکل بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ اور بعض جگہ اپنے

پاس سے ایک بات بنا کر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر دی ہے۔ جیسا کہ ناظرین کو اپنے اپنے موقع پر معلوم ہو جائیگا

مولوی صاحب کے دعویٰ پر تین طریق سے بحث ہو سکتی ہے

مولوی صاحب کے پیش کردہ دعویٰ پر تین طریق سے نظر ڈالی جا سکتی ہے۔

اول یہ کہ میں مولوی صاحب کی دلیل کے پہلے حصہ کو لے لوں اور ثابت کر دوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس رنگ میں یہ بات کہی ہی نہیں۔ پس جب بنیاد ہی غلط ہے تو اس پر جو عمارت قائم کی گئی ہے۔ وہ کب سیدھی ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ میں اس قول کو صحیح تسلیم کر لوں۔ مگر باقی تینوں امور کا غلط ہونا ثابت کر دوں۔ اس صورت میں بھی مولوی صاحب کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔

تیسرا طریق یہ ہو سکتا ہے کہ میں اس قول کا بھی جو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کیا ہے۔ غلط ہونا ثابت کر دوں۔ اور باقی تینوں امور کا بھی بطلان ثابت کر دوں ۔

اگرچہ اصولاً تو مجھے حق ہے۔ کہ میں پہلے طریق سے ہی بحث کو ختم کر دوں۔ یعنی یہ ثابت کر دوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس رنگ میں یہ الفاظ ہی نہیں لکھے۔ کہ اگر میں اس قسم کی نبوت حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جس قسم کی مخالفین کیا کرتے تھے۔ تو میں غالی ہوں۔ مگر میں بحث کو مکمل کرنے کیلئے طریق سوم کو اختیار کروں گا۔ اور مولوی صاحب کی ہر پیش کردہ بات پر جدا جدا روشنی ڈالونگا۔ تاکہ جناب مولوی صاحب کو یہ کہنے کا موقعہ نہ رہے کہ میری فلاں بات کا جواب نہیں دیا۔

اب میں ترتیب وار ہر ایک بات کا جواب عرض کرتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ میں امر اول کے متعلق کچھ کہوں۔ جواب کو عام فہم بنانے کے لئے اس امر کا کھول دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جب کسی شخص پر اس کے اپنے اقرار کی رو سے کوئی الزام ثابت کرنا ہو۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جس رنگ کا وہ مطالبہ کرتا ہے۔ اس کے مطالبہ کو اسی رنگ میں پورا کیا جائے۔ ورنہ وہ اپنے اقرار کی رو سے اس الزام کے نیچے نہیں آسکتا۔ اور یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے۔ کہ میں نہیں سمجھتا کہ کسی کو بھی اس سے انکار ہو ۔

دلیل کے پہلے حصہ کا بطلان اور مولوی محمد علی صاحب کے ماحصل پیش کرنے میں خشیۃ اللہ کی کمی

اس اصول کے بیان کرنے کے بعد میں اصل مطلب کو شروع کرتا ہوں۔ مولوی صاحب کی دلیل کے حصہ اول کے باطل ثابت کرنے کیلئے بجائے اسکے کہ میں اپنی طرف سے کوئی دلیل پیش کروں یہی مناسب ہو گا۔ کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اصل عبارت ہی ناظرین کرام کے سامنے رکھ دوں تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس کا ماحصل پیش کرنے میں کہاں تک خشیۃ اللہ سے کام لیا ہے حضور فرماتے ہیں۔

"اب اسی مثال کو ہم حضرت مسیح محمدی کے وقت میں تلاش کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود پر آپ کے دشمنوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ شریعت والے نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنے ایک خط مطبوعہ روزانہ اخبار عام لاہور میں تحریر فرماتے ہیں۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔"

ناظرین کرام! اب خود ہی دیکھ لیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ ماحصل اور حضرت خلیفۃ المسیح کی اصل عبارت میں کس قدر فرق ہے۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے اس امر کو واضح نہیں کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کے دشمن حضرت صاحب کو کس قسم کا نبی سمجھتے تھے۔ اور وہ بھی اپنے قیاس سے نہیں۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریر کو پیش کر کے انکو لکھا ہے اور اس تحریر کو پیش کر کے ہی حضرت خلیفۃ المسیح مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ جو مجھ پر غلو کا الزام لگا کر مجھے مسیحیوں سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ میری کسی تحریر سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ میں اس قسم کی نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جس قسم کی کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میرے مخالف میری طرف بطور جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔ اب کیا انصاف کا یہی تقاضا ہے۔ اور دیانتداری اسی کو چاہتی ہے۔ اور خشیۃ اللہ اسی کا نام ہے کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریر میں سے حضور کی وہ تصریح جو حضور نے نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریر کی بناء پر کی ہے۔ بلکہ بالفاظ دیگر خود حضرت صاحب کی ہی تصریح پیش کی ہے۔ حذف کر دیں۔ اور کسی اور مفہوم کو لیکر یہ کہدیں کہ دیکھو میاں صاحب اپنے منہ کے اقرار سے خود غالی ثابت ہو گئے۔ اب یا تو وہ اس غلو کا اقرار کریں۔ ورنہ اپنے عقائد فاسدہ سے رجوع کا اعلان کریں۔

ہر ایک عقلمند حضرت خلیفۃ المسیح کی مندرجہ بالا تحریر پڑھ کر اسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ دعوےٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نعوذ باللہ اپنے اقرار کی رو سے غالی ثابت ہو گئے۔ بالکل بے بنیاد ہے۔ مولوی صاحب کا دعویٰ اسوقت ثابت ہو سکتا ہے۔ جب وہ حضور کی کوئی ایسی تحریر پیش کریں۔ جس میں حضور نے حضرت مسیح موعود کو مستقل یا تشریعی نبی مانا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ میرے مخالف ہمیشہ مجھ پر الزام لگاتے رہے ہیں۔ اگر مولوی صاحب ایسا نہ کر سکیں۔ اور یقیناً نہیں کر سکینگے۔ تو مولوی صاحب کا حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف حضور کے اپنے اقرار کی رو سے غلو کا الزام منسوب کرنا بالکل دور از حقیقت الزام ہو گا۔ یہی نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کو اس الزام کے نیچے لائیگا۔ کہ انہوں نے عمداً لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے حضور کی تحریر میں بیجا تصرف سے کام لیا ہے ۔

مولوی صاحب کی تحریف کا نمونہ

اس دلیل کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے میں مولوی صاحب

کی تحریف کا نمونہ بھی دکھا دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو میرے اس قول کی صداقت معلوم ہو جائے۔ جو میں مولوی صاحب کے متعلق ابتداء میں لکھ آیا ہوں۔

مولوی صاحب کی تحریف کا پہلا نمونہ تو یہی ہے جو انھوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی عبارت کا ماحصل پیش کرنے میں دکھایا ہے۔ صفحہ ۵ پر انھوں نے اس تحریف پر پردہ ڈالنے کے لئے کوشش کی ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔ اسی موقعہ پر میاں صاحب نے بلا شبہ اس بات پر بہت زور دیا ہے "کہ حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت نبی کہنے سے انسان غالی بنتا ہے۔ محض نبی کہنے سے نہیں" اور یہ گول مول فقرہ محض اسلئے لکھ دیا ہے تاکہ بوقت اعتراض بچاؤ کی صورت نکل سکے۔ لیکن یہ کوشش ان کی مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس سے تو انھوں نے بجائے پردہ ڈالنے کے اپنی تحریف کو اور بھی نمایاں اور مضبوط کر دیا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی طرف سے یہ بات لکھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو مخالفین شرعی نبی بننے کا الزام لگاتے تھے اگر میں بھی ایسا کروں۔ تو بے شک غالی ہوں۔ حالانکہ نفس الامر میں یہ بات نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح تو اپنی طرف سے کچھ لکھتے ہی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے قول کو پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ناظرین نے دیکھ لیا ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا اس عبارت کو جو فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کر کے اپنے دعویٰ کا سارا دار و مدار اسپر رکھنا۔ اور اسی کی بناء پر اپنے تمام اعتراضات کی عمارت کھڑی کرنا اس سے بدتر تحریف کا اور کیا نمونہ ہو سکتا ہے۔ بس تحریف کلام کے سوائے اس کے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب تو در پردہ حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ مگر لوگوں کے لعن طعن سے خوف زدہ ہو کر کھلم کھلا تو کر نہیں سکتے۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح کو آڑ بناتے ہیں۔ اور یا حضرت خلیفۃ المسیح پر لوگوں کو بدظن کرنے کے لئے اخفائے حق جیسے قبیح جرم کا عمداً ارتکاب کر رہے ہیں یہ تحریف بعینہٖ اس تحریف کی طرح ہے۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے کفر و اسلام کی بحث میں کی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود کے اس قول کو کہ جن لوگوں کو ہماری تبلیغ نہیں پہنچی۔ ان کو بھی ہم باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکاریں گے۔ کیونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف بدیں وجہ کہ حضور نے اسے اپنی تحریر میں بطور استشہاد نقل کیا تھا۔ منسوب کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا۔

دلیل کا حصہ دوم اور مولوی صاحب کا حملہ حضرت مسیح موعودؑ پر

مگر یہ ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس رنگ میں یہ بات نہیں لکھی۔ جس رنگ میں کہ مولوی محمد علی صاحب پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر میں اس قسم کی نبوت حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جس قسم کی مخالف کہتے تھے۔ تو میں غالی ہوں۔ بلکہ حضور نے حضرت صاحب کی تحریر پیش کر کے صاف بتا دیا ہے۔ کہ مخالف حضرت صاحب کی طرف تشریعی مستقل نبوت منسوب کرتے تھے اگر میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ تو غالی ہوں ....

...... مولوی محمد علی صاحب کے دعوے کی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے۔ اور جس قدر اس کے پھاہے انھوں نے اُس پر لکھے ہیں۔ وہ سب عبث ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مگر اس لئے کہ شاید مولوی صاحب یہ اعتراض کریں۔ کہ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنی تحریر کے مطابق تو غلو کے الزام کے نیچے نہیں آسکتے۔ مگر واقعات کی رو سے تو وہ زیر الزام ہی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مخالفوں کی نسبت جو انھوں نے یہ سمجھا ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب کی طرف تشریعی مستقل نبوت کا دعوےٰ منسوب کرتے تھے یہ غلط ہے۔ وہ ایسا نہیں کہتے تھے۔ وہ وہی نبوت منسوب کرتے تھے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کرتے ہیں۔ اسلئے ان کے مشابہ ہونے کی وجہ سے وہ غالی ہیں۔

سو اس کے جواب میں مولوی صاحب کو یاد رہے کہ آپ کا یہ وار حضرت خلیفۃ المسیح پر نہیں۔ بلکہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑتا ہے۔ اور آپ کے اس اعتراض کے تیر کا نشانہ حضرت خلیفۃ المسیح کی چھاتی نہیں۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ ہے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لکھی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت نقل کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھ پر ہمیشہ یہ الزام لگایا جاتا رہا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا مدعی ہوں جس کی رو سے مجھے اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اور میں مستقل طور پر نبی ہونے کا مدعی ہوں۔ اور نبی کریمؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے باہر ہو گیا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیا ہے۔

جناب مولوی صاحب اب آپ ہی غور فرما دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ فرما دیں۔ کہ مجھ پر مستقل شرعی نبی ہونے کا ہمیشہ الزام لگایا جاتا ہے اور آپ یہ کہیں۔ کہ مخالفین آپ پر مستقل شرعی نبی ہونے کا الزام نہیں لگاتے تھے۔ اب ان دونوں قولوں میں سے کس کا قول ہم صحیح سمجھیں۔ آپ کا یا حضرت مسیح موعودؑ کا۔ سوچکر جواب دیں۔

اس بیان سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود کی طرف وہ نبوت منسوب نہیں کرتا۔ جو مخالفین کہا کرتے تھے۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا قول اس کی صحت پر بین دلیل ہے۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ میں نے ایک مخالف کی عبارت پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب پر شرعی اور مستقل نبی ہونے کا الزام نہیں لگاتے تھے۔ پھر ہم کس طرح تسلیم کر لیں کہ وہ ایسا کہتے تھے۔ اس کے جواب میں اگر میں چاہوں تو یہی کہکر خاموش ہو جاؤں۔ کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا قول ہے۔ کہ مخالف ہمیشہ مجھ پر شرعی اور مستقل نبی ہونے کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ پس جس طرح مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے قول کو سچا ثابت کروں۔ ویسا ہی آپ پر بھی فرض ہے۔ مگر میں اسپر کفایت نہیں کرتا۔ بلکہ آپ کو واقعات سے ثابت کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ حضرت مسیح موعود نے اپنے مخالفین کی نسبت تحریر فرمایا۔ وہی حق ہے۔ اور آپ بھی اسکے حق ہونے سے ناواقف نہیں۔ مگر کسی مصلحت کے ماتحت اسوقت انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ اسی مکفر کی تحریر میں جسکی بعض عبارتیں آپ نے اپنی تائید میں پیش کی ہیں۔ ذرا کتر بیونت سے کام نہ لیتے تو آپکی قلم سے ایسی بات نہ نکلتی جو حضرت مسیح موعودؑ کے قول کے صریح خلاف بلکہ اسکی تکذیب کرتی۔

مکفرین کی عبارتوں سے ثبوت کہ وہ حضرت صاحب کیطرف نبوۃ مستقلہ منسوب کرتے تھے

اس لئے اس بات کے ثبوت کے لئے سب سے پہلے میں اسی مکفر کی عبارت کو پیش کرونگا بعد پھر اسی فتوے کفر کے بعض مویدین کی عبارتیں پیش کروں گا۔ اور سب سے آخر خود آپ ہی کی عبارت پیش کرکے دکھاؤں گا۔ کہ آپ نے اسبات سے انکار کرکے اپنی صفائی قلب کا کہانتک ثبوت دیا ہے۔

سنئے! یہ مکفر جس کا نام نذیر حسین دہلوی ہے۔ آپکی پیش کردہ عبارت سے چند سطریں پہلے حضرت صاحب کو نعوذ باللہ تیس دجالوں والی حدیث میں داخل کرکے حضور کو نعوذ باللہ مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی وغیرہ کے گروہ میں شامل کرتا ہے۔ اب کیا مسیلمہ کذاب اسود عنسی نے نبی کریم صلعم کی اتباع میں رہکر دعویٰ کیا تھا۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر اس قسم کی نبوت کے دعویٰ کا الزام لگاتا ہے جس قسم کی نبوت کا دعویٰ مسیلمہ کذاب وغیرہ نے کیا تھا یعنی آنحضرت صلعم کی اتباع سے باہر ہوکر شرعی یا خود مستقل نبی ہونیکا۔ ہونے اس الزام کا ذکر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکو خود ہی یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں تو جابجا شرعی یا مستقل نبی ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ پس جن لوگوں نے حضورؑ کی تحریروں کو پڑھا ہوا ہے یا جو پڑھینگے وہ میرے الزام کو صریح غلط قرار دینگے۔ اور جس بنا پر جو فتوے کفر دینے بڑی محنت و جانفشانی سے تیار کیا ہے۔ وہ ایک دن کی آن میں ہباءً منثوراً ہو جائیگا۔ اور بجائے اس کے کہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ پر بدظن ہوں۔ مجھ پر بدظن ہو جائینگے۔ پس اُسنے اپنے فتوے کفر کو موثر بنانے اور اپنے سے بدظنی دور کرنیکے لئے خود ہی اس سوال کو اٹھا کر اسکا جواب دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں (اس جگہ وہی عذر اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے جسکا تعلق الزام زیر بحث سے ہے۔)

عذر دوم۔ یہ کہ ان احادیث میں ان لوگوں کو دجال وکذاب کہا گیا ہے جو نبوت خاتم النبیین کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کریں اور مستقل نبی کہلاویں جیسا مسیلمہ کذاب اور اسود وغیرہ سے وقوع میں آیا ہے۔ اور قادیانی تو نبوۃ مستقلہ کا دعویٰ نہیں کرتے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی پیروی کے ساتھ دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ لہذا وہ ان احادیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اور نہ دجال کذاب کہلانیکے مستحق ہیں"۔

اس سوال کے جواب میں اُسنے دو طریق اختیار کئے ہیں۔

طریق اول میں تو وہ اسطرح جواب دیتا ہے جسطرح کوئی کسی بات کو بطور تنزل کے کہے کہ اگر اس طرح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی میری بات غلط ثابت نہیں ہوتی۔

طریق دوم یہ کہ دعویٰ از روئے الحقیقت مستقلہ نبوت کا ہی ہے مگر مصلحت وقت یہ چاہتی ہے کہ ابھی اس کا اظہار نہ کیا جائے پس یہ پیروی کیساتھ دعویٰ کا اعلان نعوذ باللہ محض دھوکہ اور لوگوں کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے ایک چال ہے۔ چنانچہ اس کی اصل عبارت یہ ہے۔

"دوسرے عذر کا جواب یہ ہے کہ نبوت جس کے مدعی کو آنحضرت صلعم نے دجال کہا ہے نبوۃ مستقلہ سے مخصوص نہیں۔ یہ تخصیص نہ احادیث مذکورہ میں وارد ہے۔ اور نہ اور کہیں اس کا وجود ہے اطلاق نصوص مذکورہ سے صاف ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا مدعی بھی ایسا ہی دجال کذاب ہے۔ جیساکہ مدعی نبوت مستقلہ قادیانی صاحب ان احادیث کے اطلاق و سیاق میں بلا دلیل تخصیص کرینگے۔ اور نبی غیر مستقل کہلا کر ان احادیث کے مضمون سے اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دینگے تو ہم ان کے دجال ہونے پر ایک اور دلیل قائم ہو گی"۔

اس جواب میں اس نے اسبات کو واضح کیا ہے۔ کہ اگر ہم آپکا دعویٰ نبوت غیر مستقلہ کا ہی مان لیں۔ تب بھی آپ نعوذ باللہ انہی دجالوں میں شامل ہیں جن کا ذکر احادیث میں وارد ہو چکا ہے۔ کیونکہ حدیث میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرے طریق سے جواب دیتا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

"علاوہ بریں قادیانی کا یہ دعویٰ اتباع آنحضرت صلعم اور عدم استقلال دعوے رسالت بھی چند روز تک ہی معلوم ہوتا ہے جب آپ کا یہ دعوے نبوت تبعی غیر استقلالی آپ کے مریدین میں بلا خلاف مانا گیا تو دعوے نبوت مستقلہ بھی آپ سے بعید نہیں۔ جیساکہ مختار سے وقوع میں آیا تھا۔ چنانچہ فتح الباری کی عبارت میں گذرا اور ایسا ہی دجال موعود سے وقوع میں آئیگا۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے۔ کہ دجال پہلے لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلائیگا۔ جب لوگ اس کے اس دعوے کے سبب پیرو ہو جائینگے۔ اور کوفہ وغیرہ میں اس کا تسلط اور غلبہ ہو جائیگا۔ تو وہ پھر دعویٰ نبوت کریگا۔

ایسا ہی قادیانی سے ڈر لگتا ہے۔ کہ ابتو اسکو دعوے نبوت تبعی ہے پھر دعوے نبوت مستقلہ کریگا"۔ (فتوی کفر صفحہ ۱۹۵)

یہ خیال تو مولوی نذیر حسین دہلوی کا ہے۔ اب بانئے تکفیر مولوی محمد حسین بٹالوی کے خیال کو بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ جو اس سے بھی زیادہ واضح اور صاف الفاظ میں ہے "از انجا کہ اس کو (حضرت مسیح موعودؑ) اس امر کا خوب یقین ہے۔ کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کا صریح مقابل ہو کر اپنی نبوت کا سلسلہ قائم نہیں کر سکتا اور اس صورت خروج و مقابلہ میں کوئی مسلمان اس کی دعوت قبول نہیں کریگا۔ لہذا وہ مسلمانوں کو اپنے دام میں لانے اور اپنے دعاوی کو ان سے قبول کرانے کی غرض سے بظاہر اسلام اور اتباع خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کا مدعی ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ نمبر اول صفحہ ۲ بابت ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء)

اب منصف لپسند دوست خود ہی دیکھ لیں کہ ان دونوں مکفروں کی عبارتوں سے جو اول المکفرین ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں کہ یہ دونوں درحقیقت حضرت صاحب کو نبوت مستقلہ کا مدعی سمجھتے ہیں۔ اور غیر مستقلہ نبوت کے دعوے کو محض ایک چال اور فریب خیال کرتے ہیں۔ پھر اسی فتوے کفر کے صفحہ ۱۳۵ پر ایک اور مکفر مولوی نذیر حسین دہلوی کے فتوے کی اس عبارت کا حوالہ دیکر جو اوپر گذر چکی ہے۔ لکھتا ہے۔

"یہ ملحد قادیانی حضرت مسیح کا مثیل و نظیر نہیں بلکہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا نظیر ہے"۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں کذابوں کا دعویٰ مستقلہ نبوت کا تھا۔ نہ کہ غیر مستقلہ کا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کو ان کا مثیل قرار دینے کے سوائے اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ حضرت صاحب پر بھی مستقلہ نبوت کے مدعی ہونیکا الزام لگاتے ہیں۔

اس الزام سے لوگوں کے کان علماء نے اس قدر بھر دیئے تھے کہ عام طور پر لوگ یہی سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مستقلہ نبوت کا ہے۔ اور احمدیوں پر یہی اعتراض ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مکرمی میر قاسم علی صاحب نے غیر احمدیوں کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب دین الحق میں مسئلہ نبوت کے متعلق غیر احمدیوں کا یہی اعتراض نقل کیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ ہے۔ جیساکہ وہ لکھتے ہیں۔

"مجھے جہانتک زبانی اور تحریری اعتراضوں کے سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ تقریباً بیس ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ چنانچہ پہلا اعتراض یہی ہے کہ مرزا صاحب نبوۃ و رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ پر مخالفین کا یہ الزام جماعت میں ایسا مشہور ہے۔ کہ میں نہیں خیال کر سکتا کہ سلسلہ کے حالات سے واقفیت رکھنے والا کوئی احمدی بھی اس سے بے خبر ہو۔ چہ جائیکہ مولوی محمد علی صاحب پس مولوی محمد علی صاحب کا آج حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقابل میں بعض مشہور بات کا انکار کرنا کس نیت سے ہے اس کا فیصلہ میں اپنے منصف مزاج ناظرین پر ہی چھوڑتا ہوں۔

مولوی محمد علی صاحب کا اپنا اقرار کہ مکفرین حضرت مرزا صاحب پر مستقلہ نبوۃ کا الزام لگاتے تھے

شاید کسی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ یہ مکتب کو ایک بات عام لوگوں میں بیٹھی ہو۔ مگر وہ کسی شخص پر پوشیدہ ہے پس ممکن ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو اس کا علم ہی نہ ہوا ہو اس لئے ان کے انکار کو یقینی طور پر کسی بری نیت پر محمول نہیں کیا جا سکتا ؛

بے شک ہم اس بات کو صحیح تسلیم کر لیتے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب خود اپنے اعلان میں جس کو انھوں نے اپنے اکیس رفقاء کے ساتھ بلکہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو شائع کیا ہے۔ اس الزام کے صحیح ہونے کا اقرار نہ کر لیتے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"ہم دستخط کنندگان ذیل ہیں یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ پر جو یہ الزام لگائے جاتے ہیں کہ انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور صاحب شریعت نبی ہوں وغیرہ۔ یہ محض آپ پر افترا ہے۔ اور آپ کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر خواہ مخواہ آپ کو کافر بنایا جاتا اور دین اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے"

ہم یہاں تک حسن ظنی سے کام لینے کو تیار تھے۔ کہ اس اعلان کے متعلق بھی یہ خیال کر لیتے کہ شاید اس ٹریکٹ کے لکھتے وقت مولوی صاحب کے ذہن سے نکل گیا ہو۔ اگر ہمیں قومی کفر میں یہ الزام فطرۃ آئندہ لکھا ہی کفر کی تحریر میں نظر نہ آتا۔ جس کی عبارتوں کو مولوی صاحب نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ جو دلیل ہے اس بات کی کہ مولوی صاحب نے ٹریکٹ لکھتے وقت ضرور ان عبارتوں کو پڑھا ہے۔ پس ان واقعات کے ہوتے ہوئے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے مقابل میں جو طریق اختیار کیا ہے وہ اس شخص کا طریق نہیں کہلا سکتا جس کے مدنظر تحقیق حق ہو۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ پر الزام غلط ثابت کرنے کیلئے جس طرح مولوی صاحب کی پہلی دلیل ناکام ثابت ہوئی تھی اسی طرح دوسری دلیل بھی حضرت مسیح موعود کے قول اور واقعات کے خلاف ہونے کی وجہ سے بالکل بے بنیاد نکلی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کا قول اور واقعات دونوں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ مکفرین حضرت مسیح موعود کی طرف رسالت مستقلہ کا دعویٰ منسوب کرتے تھے وہ بات جو حضرت خلیفۃ المسیح منسوب کرتے ہیں سب واقعات کی رو سے بھی آپکا الزام غلط نہیں ثابت ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(بقیہ یکم دسمبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر)

عرب میں ایک قومی تحریک

پھر میاں مظفر الدین صاحب سے طلب ہوئے۔ اور اس ملک کے متعلق حالات دریافت فرماتے رہے۔ اسی دوران میں عرب میں جو ایک قومی تحریک شروع ہوئی ہے جس کا نام الاخوان ہے۔ اس کے متعلق گفتگو میں فرمایا۔ کہ یہ ایک نئی تحریک شروع ہوئی ہے۔ اس کے بانیوں نے اپنا امیر نجد کے بادشاہ کو بنا لیا ہے۔ یہ لوگ رسوم اور بری عادتوں اور بدویت سے عرب کو ہٹا کر تعلیم پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ اچھے اچھے ذی علم ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ قبائل کے پاس جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہارے بچوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح ایک ایک دو دو سال ان کے پاس ٹھہرتے ہیں اور ان کے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ چونکہ زبان عربوں کی اپنی ہے۔ اسلئے تھوڑے عرصہ میں حروف شناسی کرا کے خود آگے چلے جاتے ہیں۔ اور طالب علم بعد میں مزید ترقی کر لیتے ہیں۔ اس تحریک کی ابتدا شام سے ہوئی ہے۔ مگر اب یہ نجد میں رہی ہے۔ یہ لوگ آزاد خیال ہیں۔ قدیم تعصبات سے الگ ہو چکے ہیں۔ بظاہر یہ تحریک مذہبی ہے۔ مگر درحقیقت قومی اور ملکی ہے جس کا منشاء عرب کو جمع کرنا ہے ؛

(۲ر دسمبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر)

مسافر مقیم امام کے پیچھے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر مسافر امام کے ساتھ نماز میں اسوقت شامل ہو۔ جبکہ امام پہلی دو رکعتیں پڑھ چکا ہو۔ تو کیا مسافر اپنی دو رکعتیں پڑھ کر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ یا چار پڑھے۔

فرمایا۔ کہ جب مسافر امام کے ساتھ شامل ہو۔ تو اسکو چاروں رکعتیں ہی پڑھنی چاہئیں ؛

عرب کی حالت

ایک صاحب مرزا نواب بیگ صاحب براس ساکن گوجرانوالہ ہیڈ ڈرافٹسمین کرانہ ڈویژن سرگودھا نے ملاقات کی جو عراق سے واپس آئے ہیں۔ ان سے حضور نے یہود اور عیسائیوں کے عرب مسلمانوں کے ساتھ اور عربوں کے ہندوستانیوں اور ہندوستان کے عربوں کے ساتھ اور ترکوں اور عربوں اور ترکوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کے متعلق حالات دریافت فرمائے۔ جس کے جواب میں مرزا صاحب نے عرض کیا کہ یہود ظاہر میں مسلمانوں کے خیر خواہ۔ باطن میں دشمن اور سب لوگ ہندوستانیوں کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور ہندوستانی ان کو ؛

مغل قوم

فرمایا۔ کہ کیا آپ نے وہاں مغل بھی دیکھے۔ عرض کیا کہ نہیں۔ دو ایک گردوں میں معلوم ہوئے تھے فرمایا کہ تعجب ہے۔ کہ یہ قوم مدتوں حکومت کرنے کے بعد بحیثیت نمایاں قوم کے کہیں نظر نہیں آتی ؛

عرب میں کوئی مدعی اصلاح

اور دریافت فرمایا کہ کیا وہاں بھی کوئی ایسا شخص آپ نے دیکھا یا سنا ہے۔ جو مدعی ہو۔ کہ اس کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق ہے۔ اور وہ مصلح ہے [illegible] کے جواب میں مرزا صاحب نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

عربوں کی سقیم حالت

میاں مظفر الدین صاحب نے عربوں کی اخلاقی اور دینی اور علمی درماندگی اور خرابی کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ عالموں کا وجود ان میں بہت کمیاب ہے۔ اور مذہب سے وہ لوگ بہت بیگانہ ہیں۔ اور عراقی ترکوں کی اخلاقی حالت عربوں سے اچھی ہے۔

فرمایا کہ حیرت اور تعجب ہے۔ کہ عرب ایسے وحشی ہو گئے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت م کی صداقت کا ایک نشان بنا دیا۔ مخالفوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اسباب تھے انھوں نے ان اسباب سے کام لیا۔ اور کامیاب ہو گئے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے دکھا دیا کہ لو یہ عرب موجود ہیں۔ اگر محض سامانوں ہی سے ترقی ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کے سامانوں کے بل پر ہی تھے۔ تو اب چاہئیے تھا۔ کہ یہ عرب بھی ترقی کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔

فرمایا کہ دین کا ظاہری ادب خواہ اس کے ساتھ کتنی ہی بدعتی ہو۔ ہندوستان میں ہے۔ وہ باہر نہیں۔ عرب شام

مصر، ایران میں اسلام سے اتنا تعلق محبت نہیں۔ اگر ہے تو قومیت کے رنگ میں۔ کہ مذہب کے نام اور تعلق سے باہر قومیت نمایاں ہے۔ اور مذہب کا سوال اُٹھ گیا ہے یہاں یہ بات نہ تھی۔ مگر گاندھی نے وہ دھکا دیا ہے۔ کہ مذہب کو یہاں بھی کھیل بنا لیا گیا ہے۔ اور اس کے فرمان کو مذہبی فرمان کی طرح سمجھا جاتا ہے ؛

ایک مسلمان کی نظر میں گاندھی کا رتبہ

فرمایا کہ میاں غلام حسین لکھنؤ مارشیس جو تعلیم کے لئے ولایت گئے ہیں ان کا خط آیا ہے۔ کہ ایک مسلمان طالب علم نے انکو ولایت میں کہا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اتنا میں ضرور کہہ سکتا ہوں۔ کہ مسٹر گاندھی نے جو کام کیا ہے۔ وہ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بھی نہیں کیا۔

نائب ایڈیٹر الفضل نے عرض کیا۔ کہ مسٹر ظفر علیخان کے بھائی مسٹر حامد علیخان نے زمیندار میں ایک نظم لکھی ہے جسمیں ایک شعر یہ بھی ہے کہ ؎

وہ مرتبہ گاندھی کو ملا خدمت دیں سے
مسلم کو بھی ہے رشک کہ کافر نہ ہُوا تھا

فرمایا کہ گویا خدا تعالےٰ نے جس طرح فرمایا ہے۔ اس کے اُلٹ حالت ہو گئی ہے۔ خدا تو کہتا ہے کہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کہ کافر کو مسلمان کی حالت پر رشک ہونا چاہیئے۔ اور یہاں یہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ ہمیں مسٹر گاندھی کے کفر پر رشک ہے۔ فرمایا اس میں دقت کیا ہے۔ آریہ سماج نے شدھی کا دروازہ کھولا ہوا ہے ؛

امیر شریعت کا تقرر خلافِ شریعت ہے

مسلمانوں میں جو امیر شریعت کی تحریک ہے۔ اسکے متعلق فرمایا کہ اسلام میں امیر شریعت کا کوئی عہدہ نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا مامور تو یہ حیثیت رکھتا ہے مگر اور کسی کو یہ درجہ نہیں۔ حضرت عمرؓ جیسا انسان جب کہتا ہے۔ کہ الماء بالماء۔ حدیث میں ہے۔ کہ جب عورت سے صحبت میں انزال ہو۔ تو غسل واجب ہوتا ہے۔ دگر نہ نہیں۔ تو اس وقت بحث چھڑ گئی اور ایک صحابی نے کہا۔ کہ اس مسئلہ کو تو ہمارے بچے بھی جانتے ہیں۔ کہ جب مرد مجامعت کرے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ رسول اللہؐ نے غسل واجب کیا ہے۔ تو حضرت عمرؓ کو ماننا پڑا۔ پس حضرت عمرؓ بھی امیر شریعت نہ تھے۔

فرمایا۔ ان کے امیر شریعتوں کی تو بنو عباس کے آخری خلفاء کی مثال ہوگی۔ کہ جب چاہا۔ امیر بنا دیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ پھر تو مولوی چھپتے پھرینگے۔ کہ ہمیں امیر شریعت نہ بناؤ ؛

موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا بُہت بڑا متقی

اخبارات میں حکیم اجمل خان صاحب ڈاکٹر انصاری سید محمود سیٹھ چھوٹانی چار مسلمانوں کے دستخط سے ہمدم کی ایک مراسلت شایع ہوئی ہے۔ جسمیں انھوں نے انگورہ فنڈ کے لئے تحریک اور ترکی مسائل کے بارے میں گورنمنٹ برطانیہ کے آئندہ رویہ کے متعلق اظہار خیالات کے دوران میں ہندوؤں کی ہمدردی کے بعد لکھا ہے کہ :۔

"ہم نے اپنے برادرانہ تعلقات کا ثبوت اسطرح دیا ہے۔ کہ مسلمانوں نے وفاداری کے ساتھ اس بہت بڑے متقی اور پرہیزگار یعنی مہاتما گاندھی کی واحد مطلق العنان حکومت تسلیم کر لی ہے" (ہمدم ۱۵ر جنوری)

ہم اپنے طور پر مسٹر گاندھی کے اتقا اور پرہیزگاری پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر قرآن کریم کے پہلے پارہ کے پہلے رکوع ہی میں متقی کی جو تعریف ہے۔ وہ یہ ہے

(۱) الذین یؤمنون بالغیب (۲) ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون (۳) والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔

یعنی متقی وہ ہوتا ہے۔ جو الغیب پر ایمان لائے (۲) الصلوٰۃ کو قائم کرے اور دیگر صدقات کے ساتھ زکوٰۃ بھی دے (۳) اس وحی پر ایمان لائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور اسکو بھی تسلیم کرے۔ جو آپکے قبل نازل کی گئی اور آخرۃ پر بھی ایمان لائے ؛

مرا یاد و ترا فراموش
کُھلی چِٹھی۔

بجناب سرکار علامہ شیخ عبد العلی صاحب ہروی شیعی۔

مکرمی! جناب کو شاید یاد ہو گا یا نہ کہ بماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء بمقام کوئٹہ بلوچستان جب سردار گل محمد خان صاحب محمد زئی کے مکان میں قیام فرما تھے۔ تو عند الملاقات خاکسار کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہاں ہم نے بیشک ظہور پُر نور حضرت امام غائب علیہ السلام کے متعلق اکثر احباب سے ذکر کیا ہے۔ کہ چونکہ امام کی غیبت کو پُورا ہزار برس ہو چکا۔ اسواسطے ان کا ظہور عنقریب ہونیوالا ہے۔ مگر پہلے ظہور خاص ہے۔ جو ۱۳۲۹ھ سے شروع ہوا۔ جس سے خواص ہی مطلع رہینگے۔ اور چند سال (جس کا اشارہ قرآنی آیت "فی بضع سنین" میں ہے) کے بعد حضرت امام ظہور عام یعنی خروج فرمائینگے۔ چونکہ اب ۱۳۲۹ھ پر دس سال زائد بھی گذر گئے ہیں۔ اور حضرت امام غائب علیہ السلام بدستور غائب و مستور ہی معلوم ہوتے ہیں۔ دریافت طلب ہے۔ کہ اس عرصہ چند سال میں ان کا ظہور خاص آپ پر بھی ہوا ہے یا نہ یا کسی اور صاحب کے متعلق ہی کوئی خبر آپ تک بھی پہنچی ہے یا نہ؟ اور دوسرے یہ کہ اب آئندہ ظہور عام کے لئے کون سی آیہ کریمہ سے استدلال فرمانے کا ارادہ ہے۔ خدا کرے کہ آیت "ماٰیت عام یا خمسین عاماً" نہ ہو۔ ورنہ بہت سے مشتاقان زیارت ترستے ترستے ہی دنیا سے چل بسے۔ والسلام

خاکسار خادم حسین۔

النظـــس

نمرالجنتہ پہلی حصہ دوم

مکرمی جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی ایڈیٹر رسالہ "اتالیق" قادیان نے ایک مفید سلسلہ تصانیف خواتین سلسلہ حقہ کیلئے جاری کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ اب تک متعدد کتابیں شایع فرما چکے ہیں۔ جن کا ذکر وقتاً فوقتاً انہی کالموں میں ہوتا رہا ہے۔ اب آپنے مندرجہ عنوان کتاب عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع کی ہے۔ جس کی قیمت ۳ر ہے۔ ہم احباب کو با صرار مشورہ دیتے ہیں کہ اس کتاب کو ضرور منگوا کر احمدی خواتین کو پڑھوائیں ؛

ہندوستان کی خبریں

(ہائیکورٹ یونیورسٹی) کی تجویز منظور لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں سٹر ... منظور ہو گئی ... تعلیم کی یہ تجویز تعلیمی اور اقامتی یونیورسٹی قائم کی جائے۔ مجوزہ یونیورسٹی ڈھاکہ اور لکھنؤ یونیورسٹی کی لائنوں پر قائم کی جائیگی۔

زخمی پنجاب کا ڈرامہ کرنیوالوں کو سزا شملہ۔ ۱۴ر جنوری۔ سوامی رام نند۔ پیارے لال۔ عبد الستار۔ اور روپ لال نے ... "زخمی پنجاب" ڈرامہ کرنیکی کوشش کا الزام قائم کیا گیا تھا۔ اپنی صفائی پیش کرنے سے ... کیا۔ ملزم نمبر اول کو تین مہینہ قید اور جرمانہ۔ ملزم نمبر ۲ کو ۶ماہ قید اور جرمانہ اور ملزم نمبر ۳ اور ۴ کو تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

تلک سوراج فنڈ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے آنریری محاسب نے تلک سوراج فنڈ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ تلک سوراج فنڈ میں ایک کروڑ ۲ لاکھ ۵۷ ہزار ۱۹۳ روپیہ ... پائی پراونشل اور ... کمیٹیوں کے ذریعہ وصول ہوئے ہیں۔

پنڈت مدن موہن مالوی کا۔ دہلی سے ۱۳ر جنوری کا تار ہے۔ کہ آج

والیسرائے ہند سے ملاقات والیسرائے ہند نے پنڈت مدن موہن مالوی کے ساتھ ملاقات کی۔ آج ہی والیسرائے نے سٹر شیٹا گری آر۔ اور مسٹر الیس۔ آر داس کو ملاقات کا شرف بخشا۔ غالباً پنڈت مالوی کی ملاقات راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے متعلق ہوگی۔

لاہور کے شراب فروشوں کی دوکانوں پر پہرہ ۱۶ر جنوری کے بعد لاہور کے شراب فروشوں کی دو دکان پر والنٹیروں کا پہرہ قائم کیا گیا۔ دونوں نے عہد کر لیا ہے۔ کہ ۲۰ر جنوری کے بعد ہم شراب فروخت کرنا بند کر دیں گے۔

فسادات مدراس اس میں جو فسادات ہوئے ہیں ان کے بارے میں انگلشمین کا بیان ہے

کہ پانچ چھ آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔

بمبئی کانفرنس بمبئی کانفرنس کے متعلق لیڈر نے مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ صلح کے مواقع اُتنے ہی دور ہیں۔ جتنے کہ پہلے تھے۔

وزرائے بنگال کی تنخواہ کلکتہ۔ ۱۲ر جنوری بنگال لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس آئندہ منگلوار کو منعقد ... وزراء کی تنخواہوں پر بحث کی جا سکیگی۔ گیارہ ریزولیوشن پیش کئے جانے کی اجازت دی گئی ہے۔ کہ جن میں سفارش کی گئی ہے۔ کہ وزرا کی تنخواہیں کم کر دی جائیں۔

غیر ممالک کی خبریں

جمہوریت یوکرین میں ترکی سفیر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جلال الدین عارف نے جو بڑے فاضل قانون دان ہیں جمہوریت یوکرین کے دار السلطنت کیف میں ترک سفیر مقرر کئے گئے ہیں۔ (مسلم سٹینڈرڈ)

کابل کی یونیورسٹی ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ کابل میں یونیورسٹی قائم کرنے کی اسکیم مکمل ہو چکی ہے۔ جنرل سردار ولی محمد خاں جو یورپ میں افغانستان کے نمائندہ ہیں۔ پیرس میں سائنٹفک مضامین پڑھانے والے فرانسیسی اور امریکن پروفیسر بہم پہنچانے میں مصروف ہیں۔

انگورہ اور قوم پسندگان مصر جمعیت قوم پسندان مصر نے انگورہ کے ہلال احمر فنڈ میں پانچ لاکھ روپیہ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور پانچ ہزار پونڈ بھیج چکی ہے۔

آغا احمد بے آغا احمد بے جن کے متعلق امریکہ کے ایک مصنف مسٹر سٹوڈرڈ نے اپنی جدید تصنیف "بیداری اسلام" میں ذکر کیا ہے۔ انگورہ میں ناظم اشاعت و تالیف مقرر ہوئے ہیں۔

معاہدہ ایران و افغانستان معاہدہ ایران و افغانستان کے مطابق دونوں ملکوں کے مابین ایک سیدھی شاہراہ جاری کرنے کی غرض سے ہر دو ملک میں ڈاک اور تار کے مرکز قائم کئے گئے ہیں۔

خاتون گالس فرانس کی اخبار نویس خاتون گالس جنہوں نے فرانسیسی ترکی معاہدہ میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ انگورہ واپس چلی گئی ہیں۔

البانیہ کی مسلم حکومت ۲۸ر نومبر کا دن مسلم حکومت البانیہ کی آزادی کے سالانہ جلسہ کا دن تھا۔

اٹلی اور انگورہ میں معاہدہ نہیں ہو سکا قسطنطنیہ۔ ۱۲ر جنوری اطالی سفیر سینٹر فورنے انگورہ سے روما واپس آ گئے ہیں۔ انگورہ میں انکا اچھی طرح استقبال کیا گیا۔ مگر ان کی رائے ہے کہ کمالیین سے مصالحت نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ایسی شرائط پیش کر رہے ہیں جو اٹلی کے رتبہ کے ناقابل ہیں۔ سینیٹر فوری معاہدہ کرنے کی کوشش ترک کر دی ہے۔

فرانس کی نئی وزارت لندن۔ ۱۵ر جنوری۔ موسیو پائنکارے نے جدید وزارت ترتیب دینا منظور کر لیا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے۔ وہ وزیر خارجہ خود بنیں گے۔ ذمہ دار حلقوں میں خیال ہے کہ جدید وزارت اصولاً موسیو برانڈ سے مختلف نہ ہوگی۔

حالات آئرلینڈ لندن۔ ۱۴ر جنوری۔ جنوبی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا ہفتہ کے روز جو اجلاس ہوا۔ اس میں انگریزی آئرش معاہدہ کی بالاتفاق تصدیق کی گئی۔ اور عارضی حکومت بنائی گئی۔ مسٹر ڈی ولیرا کی جماعت غیر حاضر تھی۔ ڈیل ایران عام انتخاب تک قائم رہیگی۔ تین سو سیاسی قیدیوں کو جب جیل سے رہا کیا گیا۔ تو ان کے دوستوں کے ایک ہجوم غفیر نے انکا استقبال کیا۔ فوجی تخلیہ بسرعت ہو رہا ہے۔ فوجی ذخائر نیلام ہو رہے ہیں۔

دس سالہ انگریزی فرانسیسی معاہدہ جنیوا۔ ۱۴ر جنوری۔ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جنیوا کانفرنس ۸ر مارچ کو شروع ہوگی۔ تاوانی کمیٹی نے جرمنی کو مہلت دیدی ہے سپریم کونسل کے آخری اجلاس میں فرانسیسی وزیر شامل نہیں تھے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)